

(۶۶) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ (۶۶)

لَمَّا قَلَّدَ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ مِصْرَ فَمَلَكَتْ عَلَيْهِ وَوَقَّتِلَ:

وَ قَدْ أَرَدْتُ تَوَلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُبَيْبَةَ، وَ لَوْ وَ لِيَّتُهُ إِيَّاهَا لَمَّا خَلَى لَهُمُ الْعُرْصَةَ، وَ لَأَ أَنْهَرَهُمُ الْفُرْصَةَ، بِلَا دَمٍ لِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَلَقَدْ كَانَ إِلَيَّ حَبِيبًا، وَ كَانَ لِي رَبِيبًا.

محمد ابن ابی بکرؓ کو جب حضرتؐ نے مصر کی حکومت سپرد کی اور نتیجہ میں انکے خلاف غلبہ حاصل کر لیا گیا اور وہ قتل کر دیئے گئے تو حضرتؐ نے فرمایا: میں نے تو چاہا تھا کہ ہاشم ابن عتبہ کو مصر کا والی بناؤں اور اگر اسے حاکم بنا دیا ہوتا تو وہ کبھی دشمنوں کیلئے میدان خالی نہ کرتا اور نہ انہیں مہلت دیتا۔ اس سے محمد ابن ابی بکر کی مذمت مقصود نہیں، وہ تو مجھے بہت محبوب اور میرا پروردہ تھا۔

--☆☆--

-----☆☆-----

۱۔ ”محمد ابن ابی بکر“ کی والدہ گرامی اسماء بنت عمیس تھیں جن سے امیر المؤمنین علیؑ نے حضرت ابو بکر کے انتقال کے بعد عقد کر لیا تھا۔ چنانچہ محمد نے آپ ہی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی اور آپ ہی کے طور طریقوں کو اپنایا۔ امیر المؤمنین علیؑ بھی انہیں بہت چاہتے تھے اور بمنزلہ اپنے فرزند کے سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: «هُمُّنَا الْإِنْبِيَّ مِنْ صُلْبِ أَبِي بَكْرٍ»: ”محمد میرا بیٹا ہے اگرچہ ابو بکر کی صلب سے ہے“۔ سفر حجۃ الوداع میں پیدا ہوئے اور ۳۸ھ میں اٹھائیس برس کی عمر میں شہادت پائی۔

امیر المؤمنین علیؑ نے منذ خلافت پر آنے کے بعد قیس ابن سعد ابن عبادہ کو مصر کا حکمران منتخب کیا تھا مگر کچھ حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ انہیں معزول کر کے محمد ابن ابی بکر کو وہاں کا والی مقرر کرنا پڑا۔ قیس ابن سعد کی روش یہاں پر یہ تھی کہ وہ عثمانی گروہ کے خلاف متشددانہ قدم اٹھانا مصالح کے خلاف سمجھتے تھے، مگر محمد کا رویہ اس سے مختلف تھا۔ انہوں نے ایک مہینہ گزارنے کے بعد انہیں کہلوا بھیجا کہ اگر تم ہماری اطاعت نہ کرو گے تو تمہارا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اس پر ان لوگوں نے ان کے خلاف ایک محاذ بنا لیا اور چپکے چپکے ریشہ دوانیاں کرتے رہے، مگر نتیجہ کی قرارداد کے بعد پیر پدزے نکالے اور انتقام کا نعرہ لگا کر شرفنا د پھیلانے لگے اور مصر کی فضا کو مکدر کر کے رکھ دیا۔

امیر المؤمنین علیؑ کو جب ان جگہ سے ہوتے حالات کا علم ہوا تو آپ نے مالک ابن حارث اشتر کو مصر کی امارت دے کر ادھر روانہ کیا تاکہ وہ مخالف عناصر کو دبا کر نظم و نسق کو بگڑنے نہ دیں۔ مگر اموی کارندوں کی دسیہ کاریوں سے نہ بچ سکے اور راتے ہی میں شہید کر دیئے گئے اور مصر کی حکومت محمد ہی کے ہاتھوں میں رہی۔

ادھر نتیجہ کے سلسلہ میں عمرو ابن عاص کی کارکردگی نے معاویہ کو اپنا وعدہ یاد دلایا۔ چنانچہ اس نے چھ ہزار جنگ آزما اس کے سپرد کر کے مصر پر دھاوا بولنے کیلئے اسے روانہ کیا۔ محمد ابن ابی بکر نے جب دشمن کی بڑھتی ہوئی یلغار کو دیکھا تو امیر المؤمنین علیؑ کو کمک کیلئے لکھا۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم اپنے آدمیوں کو جمع کرو، میں مزید کمک تمہارے لئے روانہ کیا جاتا ہوں۔ چنانچہ محمد نے چار ہزار آدمیوں کو اپنے پرچم کے

نیچے جمع کیا اور انہیں دو حصوں پر تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اپنے ساتھ رکھا اور ایک حصہ کا سپہ سالار بشر بن کنانہ کو بنا کر دشمن کی روک تھام کیلئے آگے بھیج دیا۔ جب یہ فوج دشمن کے سامنے پڑاؤ ڈال کر اتر پڑی، تو ان کی مختلف ٹولیوں نے ان پر چھاپے مارنے شروع کر دیئے، جنہیں یہ اپنی جرأت و ہمت سے روکتے رہے۔ آخر معاویہ ابن خدیج کندی نے پوری فوج کے ساتھ حملہ کر دیا، مگر ان سرفروشنوں نے تلواروں سے منہ نہ موڑا اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس شہکت کا اثر یہ ہوا کہ محمد ابن ابی بکر کے ساتھی ہر اسماں ہو گئے اور ان کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔ محمد نے جب اپنے کو اکیلا پایا تو بھاگ کر ایک نرابے میں پناہ لی، مگر دشمنوں کو ایک شخص کے ذریعہ ان کا پتہ مل گیا اور انہوں نے اس حالت میں انہیں آکھا کہ یہ پیاس سے قریب بہ بلاکت پہنچ چکے تھے۔ محمد نے پانی کی خواہش کی تو ان سنگدلوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور اسی تشنگی کے عالم میں انہیں شہید کر دیا اور ان کی لاش کو ایک مردہ گدھے کے پیٹ میں رکھ کر جلا دیا۔

کوفہ سے مالک ابن کعب ارجی دو ہزار آدمیوں کو لے کر نکل چکے تھے، مگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن مصر پر قبضہ کر چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

